طلاق

قرآن وسنت کی روشنی میں

طلاق کی وضاحت:

نکاح جیسے پاکیزہ عقد سے عورت شوہر کی پابند ہو جاتی ہے اور عورت کے بہت سے حقوق شوہر کے ذمہ لازم ہو جاتے ہیں مثلارہائش کے لیے گھر کا انتظام، پہننے کے لیے لباس اور کھانے، پینے کے لیے غذا کا انتظام وغیرہ، ضرورت شرعیہ کے تحقق کے وقت انھیں پابندیوں اور ذمہ داریوں سے خود کو الگ کر لینے کا نام طلاق ہے۔

اس کا حکم:

شرعی ضرورت کے وقت طلاق دینا بہر حال جائز ہے، بلکہ بعض صورتوں میں مستحب ہے مثلا بیوی شوہر کو تکلیف دیتی ہے یا احکام شرع کی پابندی نہیں کرتی۔ بعض صورتوں میں واجب ہے مثلا شوہر نامرد یا ہجڑا ہے جس کے سبب بیوی کے حق خاص جماع پر قادر نہیں۔(بہار شریعت و قانون شریعت: کتاب الطلاق)

اس کی قسمیں:

طلاق کی تین قسمیں ہیں:(۱)احسن (۲) حسن (۳) بدعت

(۱) احسن: اس کی صورت یہ ہوتی ہے کہ شوہر جس پاکی کے زمانہ میں عورت سے ملاقات نہ کیا ہو اس میں ایک طلاق رجعی دے اور بیوی سے الگ ہو جائے یہاں تک کہ اس کی عدت پوری ہو جائے۔

(۲) حسن: اس کی صورت یہ ہے کہ جس بیوی سے وطی نہ کی ہو اس کو طلاق دے اگر چہ حیض کے ایام ہوں۔

یا جس بیوی سے وطی کی ہو اس کو تین طہر میں تین طلاق دے اس شرط کے ساتھ کہ ان طہروں میں وطی نہ کی ہو اور نہ حیض میں۔

یا تین طلاق تین مہینے میں اس عورت کو دے جسے حیض نہیں آتا مثلا نابالغہ ہو یا حمل والی ہو یا ناامیدی کی عمر کو پہنچ گئی ہو، یہ ساری صورتیں طلاق حسن کی ہیں۔

(۳) بدعت: اس کی صورت یہ ہے کہ ایک طہر میں دو یا تین طلاق دے دے، تین دفعہ میں یا دو دفعہ میں یا ایک ہی دفعہ میں خواہ تین بار لفظ کہے یا یوں کہے کہ تجھے تین طلاق۔

یا ایک ہی طلاق دی مگر اس طہر میں وطی کر چکا ہے۔

یاموطؤہ کو حیض میں طلاق دی یاطہر ہی میں طلاق دی مگر اس سے پہلے جو حیض آیا تھااس میں وطی کی تھی۔
یااس حیض میں طلاق دی تھی یایہ سب باتیں تونہیں مگر طہر میں طلاق بائن دی، یہ تمام طلاق بدعی کی ہیں۔

مسئلہ: حمل والی یاسن ایاس والی کو وطی کے بعد طلاق دینے میں کراہت نہیں۔

مسئلہ: یوں ہی اگر اس کی عمر نو سال سے کم کی ہو تو کراہت نہیں۔

مسئلہ: اگر نو برس یااس سے زیادہ عمر کی ہے مگر ابھی حیض نہیں آیاہے تو افضل یہ ہے کہ وطی وطلاق میں ایک مہینے کا فاصلہ ہو۔(بہار شریعت: کتاب الطلاق)

طلاق کی صورتیں:

طلاق کی دو صورتیں ہیں: (۱) رجعی (۲) بائن

(۱) رجعی: جس طلاق سے عورت عدت گزارنے کے بعد نکاح سے نکلے اسے طلاق رجعی کہتے ہیں۔

(۲) بائن: جس طلاق سے عورت فورا نکاح سے نکل جائے اسے طلاق بائن کہتے ہیں۔

اختیار طلاق:

طلاق دینے کا اختیار شوہر ہی کو ہے، جس پر درج ذیل قرآنی آیات شاہد ہیں:
وان عزموا الطلاق (سورہ بقرہ،آیت:۲۲۷)

ترجمہ: اور اگر انھوں نے (شوہروں) طلاق کا پکا ارادہ کر لیا۔
فان طلقها (سورہ بقرہ،آیت:۲۳۰)

ترجمہ: پھر اگر دوسرا شوہر اسے طلاق دے دے۔
واذا طلقتم النساء (سورہ بقرہ،آیت:۲۳۱)

ترجمہ: اور جب تم اپنی عورتوں کو طلاق دو۔
بیدہ عقدۃ النکاح (سورہ بقرہ،آیت:۲۳۷)

ترجمہ: جس (شوہر) کے ہاتھ میں نکاح کی گرہ ہے۔
یا ایها الذین امنوا اذا نکحتم المؤمنت ثم طلقتموهن (سورہ احزاب،آیت:۴۹)

اے ایمان والوں! جب تم مسلمان عورتوں سے نکاح کرو، پھر انھیں طلاق دو۔
فطلقوهن لعدتهن (سورہ طلاق،آیت:۱)

ترجمہ: جب تم لوگ عورتوں کو طلاق دو تو ان کی عدت کے وقت پر انھیں طلاق دو۔

اہل علم پر یہ حقیقت مخفی نہیں کہ ان آیات کریمہ میں طلاق کی نسبت مردوں کی جانب ہے جیسا کہ صیغہ تذکیر اسی جانب اشارہ کررہا ہے۔

لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ عورت مجبور محض ہے، اسے کچھ بھی اختیار نہیں، شوہر اسے جیسا چاہے استعمال کرے، یہ اسلام کا شیوہ نہیں بلکہ اسلام نے ان کے حقوق کا پورا پورا لحاظ رکھا ہے، شوہر کے بے جا ظلم وزیادتی پر انھیں بھی اختیار دیا ہے، جسے ہم آگے ذکر کریں گے۔

طلاق دینے کا پسندیدہ طریقہ:

کبھی ایسا ہوتا ہے کہ زوجین کے آپسی معاملات غیر مناسب ہو جاتے ہیں اور نباہ کی کوئی صورت نظر نہیں آتی، اگر اس کا سبب بیوی ہو تو شوہر کو چاہیے کہ پہلے قرآنی ہدایات پر عمل کرتے ہوئے بیوی کو سمجھائے، شوہر کی نافرمانی، اس کی اطاعت نہ کرنے اور اس کے حقوق کا لحاظ نہ رکھنے کے نتائج جو دنیا و آخرت میں پیش آتے ہیں ان سے آگاہ کرے، اللہ کے عذاب کا خوف دلائے اور یہ بتائے کہ ہمارا تم پر شرعا حق ہے اور ہماری اطاعت تم پر فرض ہے۔ اگر اس پر بھی نہ مانے تو اس سے بستر الگ کرلے اور بطور سزا و عبرت ہلکی مار مارے۔ پس اگر بیوی فرماں بردار ہو جائے تو اسے اپنی محبتوں سے نوازے۔ لیکن اگر بیوی شوہر کی اطاعت نہ کرے اور شوہر ناپسندیدگی کے باوجود اسے اپنی محبتوں سے نوازے، برعایت حق صحبت اس کے ساتھ اچھا برتاؤ کرے، اسے نہ ایذا دے اور نہ ستائے اور صحبت و معاشرت میں نیک سلوک کرے تو یقینا باری تعالیٰ کل بروز محشر ایسے شوہر کو اس کے عمل کا بدلہ پورا پورا دے گا۔

اور اگر حالات کے غیر مناسب ہونے کا سبب شوہر بنے اس طور پر کہ بیوی سے الگ رہتا ہو، یا اس سے محبت نہ کرتا ہو یا اس کے کھانے پینے اور پہننے کا انتظام ہی نہ کرتا ہو یا کرتا ہو لیکن ضرورت سے کم کرتا ہو یا بلا وجہ مارتا اور بدزبانی کرتا ہو تو ایسی صورت میں زوجین کو قرآنی تعلیمات پر عمل کرتے ہوئے خود سے یا اپنے اپنے اہل خانہ کو فریق بنا کر باہمی حقوق کی کمی یا زیادتی پر راضی ہو کر آپس میں صلح کرلینا چاہیے۔ لیکن اگر زوجین کے درمیان حالات کی بہتری کی کوئی صورت ہی نظر نہ آئے تو ایسی صورت میں شریعت مطہرہ نے انھیں یہ اجازت دے رکھی ہے کہ اپنے اختیار کا استعمال کرکے ایک دوسرے سے الگ ہو جائیں ۔

پس ضرورت شرعیہ کے تحقق کے وقت شوہر اگر طلاق دینا چاہے تو ایک طہر میں صرف ایک طلاق رجعی دے اور بیوی سے الگ ہو جائے یہاں تک کہ اس کی عدت پوری ہو جائے۔

ہاں! اگر درمیان عدت حالات بہتر ہوتے نظر آئیں تو شوہر اپنے قول یا فعل سے رجوع کرلے۔ ورنہ عدت گزرنے کے بعد عورت خود بخود نکاح سے نکل جائے گی۔

نکاح سے نکل جانے کے بعد اگر یہ دونوں ایک ساتھ زندگی گزارنا چاہیں تو صرف نکاح کرلینا کافی ہوگا۔

پھر اگر کسی موقع پر ان کے درمیان کوئی معاملہ ہوجائے اور طلاق کی نوبت آجائے تو اسی طرح ایک طلاق دے اور حالات کی بہتری کے وقت عدت کے اندر قول یا فعل سے رجوع یا بعد عدت نکاح کرلے۔

ایک یا دو طلاق کے بعد مذہب اسلام نے عورتوں کے حقوق کی حفاظت اور ان کے ساتھ حسن سلوک کرنے کا جو پیغام دیا ہے وہ اسلام ہی کی خصوصیت ہے۔ قرآن کریم کا ارشاد ہے:

الطلاق مرتان فامساک بمعروف او تسریح باحسان۔

طلاق رجعی دو بار تک ہے، پھر بھلائی کے ساتھ روک لینا ہے یا اچھے سلوک کے ساتھ چھوڑ دینا ہے۔

اس آیت کریمہ میں غور کریں تو معلوم ہوگا کہ اسلام نے شوہروں کو عدت کے اندر رجعت کرنے پر ابھارا ہے، اور یہ پیغام دیا ہے کہ طلاق جیسے ناپسندیدہ فعل سے پرہیز کریں۔ یہ ہے عقد نکاح کی حفاظت و اہمیت۔ لیکن اگر شوہر رجعت نہ کرے اور بیوی سے الگ ہی ہونا چاہے تو اسلام نے حکم دیا ہے کہ انھیں بھلائی کے ساتھ چھوڑو۔

یہاں یہ بات بھی قابل غور ہے کہ اسلام نے رجعت کی بات کی تو بھلائی کا حکم دیا اور چھوڑنے کی بات کی تو بھی بھلائی کا حکم دیا، یہی ہے عورتوں کے ساتھ حسن سلوک، جس کی مثال کسی اور مذہب میں نہیں۔

اور اگر دو طلاق کے بعد شوہر تیسری بار طلاق دے دے تو عورت پر طلاق مغلظہ واقع ہوجائے گی۔

تیسری بار طلاق دینے کے بعد شوہر نہ رجعت کرسکتا ہے اور نہ ہی نکاح کرسکتا ہے۔

ہاں! اگر وہ عورت کسی دوسرے شوہر سے نکاح و صحبت کرلے اور دوسرا شوہر کسی وجہ سے کبھی طلاق دے دے یا مر جائے اور یہ مطلقہ یا بیوہ اپنی عدت مکمل بھی کرلے، اب شوہر اول اس کی رضا سے اس سے نکاح کرنا چاہے تو کرسکتا ہے۔ اس صورت کو اصطلاح میں حلالہ کہا جاتا ہے۔
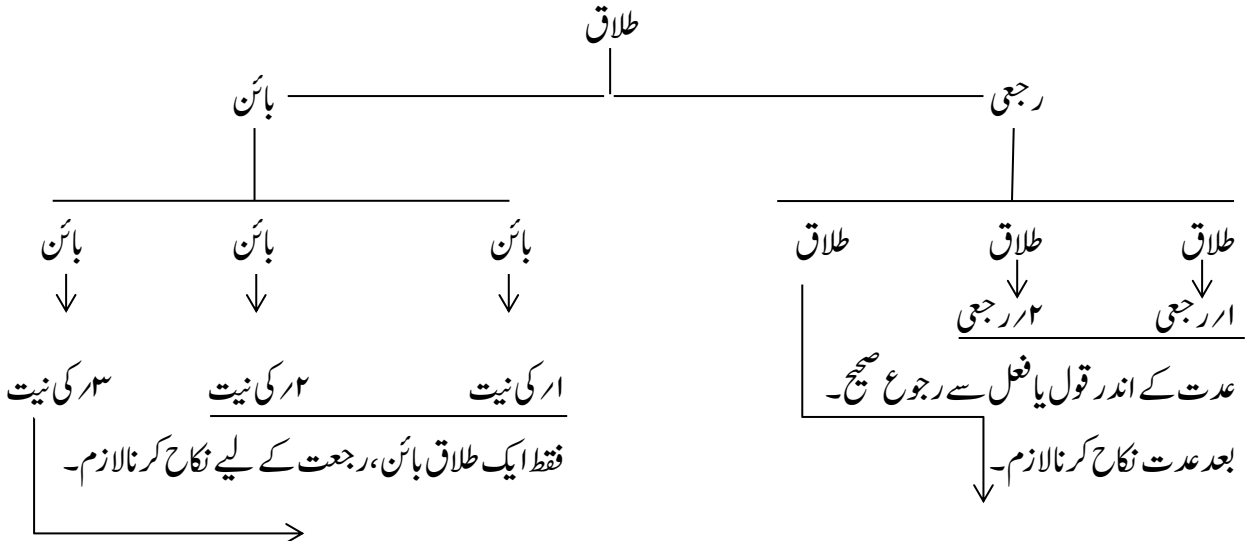
۳/ مغلطہ	مغلطہ
قول یا فعل کے ذریعہ رجوع صحیح نہیں بلکہ حلالہ لازم۔	نکاح کافی نہیں بلکہ حلالہ لازم۔

تین طلاق کا ثبوت قرآن وسنت کی روشنی میں:

طلاق اسلام میں ایک ناپسندیدہ امر ہے مگر ضرورت شرعیہ کے تحقق کے وقت اس کی اجازت بھی ہے، یوں ہی تین طلاقیں ایک ساتھ دینا جائز تو نہیں لیکن اگر کوئی دے دے تو تینوں واقع ہو جاتی ہیں، قرآن کریم اور احادیث شریفہ اسی کی رہنمائی کررہی ہیں، مجتہدین صحابہ کرام اور مشاہیر تابعین اسلام اسی کے قائل ہیں اور یہی مذہب ہمارے چاروں ائمہ اسلام کا بھی ہے۔
جیسا کہ قرآن کریم کا ارشاد ہے:

الطلاق مرتان فامساک بمعروف او تسریح باحسان ۔۔۔فان طلقھا فلا تحل لہ من بعدحتی تنکح زوجا غیرہ۔

ترجمہ: طلاق رجعی دو بار تک ہے، پھر بھلائی کے ساتھ روک لینا ہے یا اچھے سلوک کے ساتھ چھوڑ دینا ہے۔۔۔ پھر اگر شوہر اسے تیسری طلاق دے دے تو اب وہ عورت اس کے لیے حلال نہ ہو گی جب تک دوسرے شوہر کے پاس نہ رہے۔

چند احادیث کریمہ ملاحظہ ہوں:

(۱) حضرت عامر شعبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

فاطمہ بنت قیس سے میں نے کہا کہ اپنا واقعہ طلاق مجھ سے بیان کریں تو انھوں نے کہا:

طلقنی زوجی ثلثا وھو خارج الی الیمن فاجاز ذلک رسول اللہ ﷺ۔ (سنن ابن ماجہ باب من طلق ثلثافی مجلس)

ملک یمن جاتے وقت میرے شوہر نے مجھے تین طلاقیں دے دیں، جنھیں اللہ کے رسول ﷺ نے نے نافذ فرمایا۔

(۲) امام نسائی نے محمود بن لبید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول پاک ﷺ کو یہ خبر ملی کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں ایک ساتھ دے دیں، یہ سن کر آقا کریم ﷺ جلال میں کھڑے ہو گئے اور ارشاد فرمایا:

ا یلعب بکتاب اللہ وانا بین اظھرکم؟

کتاب اللہ سے کھیل کرتا ہے، حالاں کہ میں تمھارے درمیان ابھی موجود ہوں۔ (نسائی: کتاب الطلاق)

اس حدیث نبوی کی تشریح میں علامہ ابن حجر عسقلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں:

اس حدیث میں اس بات کی صراحت ہے کہ اس شخص نے بیک وقت تین طلاقیں دے دیں، جنھیں رسول پاک ﷺ نے مسترد نہیں فرمایا، بلکہ انھیں نافذ فرمایا۔ (فتح الباری، ج ۱۲، کتاب الطلاق)

(۳) حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ایک ہزار طلاق دینے والے ایک شخص کے بارے میں فرمایا:

اما ثلاث فلہ واما تسع مأۃ و سبع وتسعون فعدوان و ظلم۔

تین طلاقیں تو اس کے لیے ہیں (جو اس پر واقع ہو گئیں) مگر نو سو ستانوے طلاقیں محض ظلم و سرکشی ہیں۔(طبرانی)

(۴) حضرت عبد اللہ بن عمر نے اپنی بیوی کو جو حالت حیض میں تھیں،(ایک) طلاق دے دی، جس پر اللہ کے رسول ﷺ نے اپنے سخت غصے کا اظہار فرماتے ہوئے انھیں رجعت کا حکم دیا۔

حضرت عبد اللہ بن عمر نے عرض کیا:

یارسول اللہ ﷺ ! ا رأیت لو طلقتھا ثلاثا ؟ قال : اذا قد عصیت ربک و بانت منک امراتک ۔(دار قطنی)

یارسول اللہ ﷺ ! اگر میں اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے ڈالتا تو آپ کیا ارشاد فرماتے ؟

آپ نے ارشاد فرمایا:تب تم اپنے رب کی نافرمانی کرتے اور تمھاری بیوی نکاح سے نکل جاتی۔

(۵) امام مالک مؤطا میں روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے کہا: میں نے اپنی عورت کو سو طلاقیں دے دیں ہیں۔ آپ کیا حکم دیتے ہیں؟ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے ارشاد فرمایا:

طلقت منک بثلاث و سبع و تسعون اتخذت بھا آیات اللہ ھزوا۔(مؤطا:کتاب الطلاق)

تمھاری عورت پر تمھاری تین طلاقیں واقع ہو گئیں،اور ستانوے طلاقوں سے تم نے اللہ کی آیات کا مذاق اڑایا ہے۔

(۶) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دیں،اس عورت نے اپنا نکاح کر لیا، مگر دوسرے شوہر نے بھی طلاق دے دی، نبی کریم ﷺ سے پوچھا گیا کہ کیا پہلے شوہر کے لیے یہ جائز ہو گئی تو آپ نے ارشاد فرمایا:

لا،حتی یذوق عسیلتھا کما ذاق الاول۔

نہیں،جب تک یہ شوہر،اس بیوی کے پہلے شوہر کی طرح اس کا شہد نہ چکھے۔(بخاری و مسلم)

متعدد آثار وواقعات صحابہ سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ ایک ساتھ دی گئی تین طلاق کو صحابہ کرام تین ہی سمجھتے تھے اور تینوں کے وقوع کا حکم دیتے تھے۔

(۱) جیسا کہ مصنف عبد الرزاق میں ہے:

حضرت حکم بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی، حضرت عبد اللہ بن مسعود اور حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنھم نے فرمایا:

دوشیزہ بیوی کو کوئی شخص تین طلاقیں ایک ساتھ دے دے تو یہ بیوی اس کے لیے جائز نہ ہوگی جب تک کسی دوسرے سے نکاح کر کے اس کے پاس نہ رہے اور اگر الگ الگ طلاق دے تو وہ غیر مدخولہ بیوی پہلی ہی طلاق سے بائنہ ہو جائے گی اور بعد کی دو طلاقیں کسی شمار میں نہ ہوں گی۔(مصنف عبد الرزاق، ج٦)

(۲)مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے:

حضرت ابو ہریرہ وعبد اللہ بن عباس وعائشہ صدیقہ کا ارشاد ہے:

جو شخص اپنی (غیر مدخولہ) بیوی کو تین طلاق دے دے تو وہ اس کے لیے جائز نہیں ہو گی جب تک کہ کسی دوسرے سے نکاح کر کے اس کے پاس نہ رہے۔(مصنف ابن ابی شیبہ، ج۴)

(۳) حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک شخص نے عرض کیا:

میں نے اپنی بیوی کو ننانوے طلاقیں دے دی ہیں۔

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

تین طلاقوں سے ہی تیری بیوی تیرے نکاح سے نکل گئی، باقی ساری طلاقیں تمھاری سرکشی ہیں۔(مصنف عبد الرزاق)

(۴) ایک شخص نے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کیا کہ میں نے اپنی بیوی کو آٹھ طلاقیں دے دی ہیں، تو حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

تمھیں اس کا کیا حکم بتایا گیا ہے؟ اس شخص نے کہا کہ مجھے یہ مسئلہ بتایا گیا ہے کہ بیوی تم سے جدا ہو گئی۔

تو حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ صحابہ نے سچ کہا ہے اور صحیح مسئلہ بتایا ہے، یہ مسئلہ ویسا ہی ہے جیسا انھوں نے تم سے بتایا ہے۔

طلاق ثلاثہ کے وقوع پر چند فتاویٰ درج ذیل ہیں:

(۱) حضرت سفیان ثوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فتویٰ پوچھا گیا کہ اس شخص کے بارے میں کیا حکم ہے جو یہ کہے کہ تو تین طلاق والی ہے تین طلاق والی ہے۔

قال:قد طلقت منہ ثلاثا۔

آپ نے ارشاد فرمایا: اس کی بیوی کو تین طلاقیں واقع ہو گئیں۔(مصنف عبد الرزاق، ج٦، کتاب الطلاق)

(۲) حضرت ابراہیم نخعی فرماتے ہیں:

جو شخص اپنی غیر مدخولہ بیوی کو بیک لفظ تین طلاقیں دے دے تو وہ اس کے لیے اس وقت تک حلال نہ ہوگی جب تک کسی دوسرے سے نکاح کر کے اس کے پاس نہ رہے۔ اور اگر تین مرتبہ اس طرح کہا کہ: تو طلاق والی ہے، تو طلاق والی ہے، تو طلاق والی ہے، تو اس صورت میں پہلی ہی سے وہ بائنہ ہو جائے گی۔ (مصنف عبد الرزاق، ج٦، کتاب الطلاق)

(٣) حضرت سعید بن مسیب، حضرت حسن بصری، حضرت امام شعبی، حضرت ابن شہاب زہری، حضرت قاضی شریح اور سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنھم بھی اسی کے قائل ہیں۔ (تفصیل کے لیے دیکھیں علامہ لیس اختر مصباحی صاحب کی کتاب "تین طلاق اور حکم شریعت")۔

مذکورہ آیت کریمہ، احادیث شریفہ و روایات اور فتاویٰ سے یہ واضح ہو گیا کہ صحابہ کرام کے وقت ہی میں اس مسئلہ پر اتفاق ہو گیا تھا کہ صرف مدخولہ نہیں بلکہ غیر مدخولہ کو بھی اس کا شوہر اگر بیک وقت تین طلاقیں دے دے تو یہ تینوں واقع اور نافذ ہو جائیں گی۔

جیسا کہ محقق علی الاطلاق کمال بن ہمام رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

ذهب جمهور الصحابة والتابعين ومن بعدهم من ائمة المسلمين الى ان يقع ثلاث۔ (كتاب الطلاق،فتح القدير،ج:٣)

جمہور صحابہ و تابعین اور ائمہ مجتہدین کا مذہب یہی ہے کہ تینوں طلاقیں واقع ہو جاتی ہیں۔

موجودہ حکومت اور اسلامی اصول و قوانین:

اسلام دین کامل ہے، اس کے اصول و قوانین کامل و اکمل، نہایت جامع اور زندگی کے تمام شعبوں کو محیط ہیں، دشمنان اسلام ہر دور میں اس حوالے سے متفکر رہے ہیں کہ کس طرح اسلام اور قوانین اسلام کے حوالے سے مسلمانوں کو احساس کم تری کا شکار بنایا جائے اور انھیں یہ باور کرایا جائے کہ اسلام اور شریعت اسلام میں فلاں فلاں خامیاں اور خرابیاں ہیں، لیکن اپنے اس مقصد میں کبھی بھی کامیاب نہیں ہو سکے ہیں، علماے حق نے ہر دور میں ان کی حقیقت کا پردہ چاک کیا ہے اور بھولی بھالی عوام اہل سنت کو ان کے فریب سے آگاہ کیا ہے۔

گزشتہ کئی سالوں سے مسلسل دشمنان اسلام کی طرف سے اسلام، پیغمبر اسلام، قرآن کریم اور اسلامی اصول وضوابط پر تحریر و تقریر اور کارٹونوں کے ذریعہ حملے ہو رہے ہیں جس سے ہر ذی عقل آگاہ ہے۔

اس کی ایک تازہ مثال موجودہ حکومت ہند ہے جو فی الوقت اسلام کے ایک متفق علیہ اور اجماعی مسئلے تین طلاق میں دخل اندازی کر رہی ہے اور طرح طرح کے شکوک وشبہات پیدا کر کے عام مسلمانوں کو الجھن کا شکار بنا رہی ہے اور اپنے باطل و مذموم مقصد تک رسائی کے لیے جن باتوں کا سہارا لے رہی ہے وہ درج ذیل ہیں:

(١) طلاق دینے کا اختیار صرف مردوں کو کیوں دیا گیا ہے؟

(۲) ایک ساتھ تین طلاق دینا جب گناہ اور غیر شرعی طریقہ ہے تو اسے کیوں نافذ کیا جاتا ہے؟

(۳) نکاح کے وقت جب منکوحہ کی رضامندی حاصل کی جاتی ہے تو طلاق دیتے وقت اس سے اجازت کیوں نہیں لی جاتی؟

(۴) حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے عہد خلافت میں بیک وقت دی گئی تین طلاق کو اگر تین طلاق مان لیتے تھے تو ایسی طلاق دینے والے کو سو درے بھی لگوایا کرتے تھے۔

(۵) بہت سے مسلم ممالک میں تین طلاق کو ایک ہی مانا جاتا ہے تو پھر ہندوستانی مسلمان اسے تین ماننے پر کیوں اصرار کرتے ہیں؟

یہی وہ اعتراضات و سوالات ہیں جن کا سہارا لے کر حکومت ہند، ہندوستانی مسلمانوں کو الجھن کا شکار بنا رہی ہے۔

قارئین کرام! یہ حقیقت آپ پر مخفی نہیں کہ انسان انھیں اصول میں ترمیم یا حذف و اضافہ کی اہلیت رکھتا ہے جنھیں اس نے خود بنایا ہو، اور جن اصولوں کو اس نے نہیں بنایا اس میں ترمیم یا حذف و اضافہ کی صلاحیت نہیں رکھتا۔

اس حقیقت کی روشنی میں مسئلہ طلاق پر آپ غور کریں کہ یہ انسان کا بنایا ہوا قانون ہے یا خدائی قانون ہے؟ یہ تو ظاہر ہی ہے کہ یہ ایک خدائی قانون ہے، جب یہ خدائی قانون ہے تو ایک انسان اس میں کیوں کر ترمیم یا حذف و اضافہ کر سکتا ہے؟

اگر اسی ایک حقیقت پر غور و فکر کر کے اسے سمجھ لیا جائے تو سارا مسئلہ ہی حل ہو جائے۔ مجھے حیرت ہے ان اسلامی بھائیوں اور بہنوں پر جو حکومت ہند کے اس فریب میں آ کر انھیں کی بولی بول رہے ہیں اور علمائے اسلام سے رابطہ کر کے حقیقت مسئلہ سے آشنائی کی کوشش نہیں کر رہے ہیں۔ انھیں چاہیے کہ حقیقت پر غور کریں۔

اب حکومت ہند کے اعتراضات کا جواب اجمالا ملاحظہ کریں:

(۱) مرد و عورت کی فطرت اور ذہنی و فکری ساخت میں کافی تفاوت ہے، دور اندیشی اور انجام کار پر گہری نظر رکھنا، جلد بازی میں کوئی فیصلہ نہ کرنا، یہ ایسی خصلتیں ہیں جن میں مجموعی طور سے مرد ہی اس کا اہل ہے کہ اسے ناگزیر حالات میں طلاق جیسے ہتھیار کے استعمال کا اختیار دیا جائے۔ عورت، مرد کے مقابلے میں جذباتی اور جلد باز ہوتی ہے، جسے ہر ذی عقل محسوس کر سکتا ہے، یہی وجہ ہے کہ طلاق دینے کا اختیار اسلام نے صرف مردوں کو دیا ہے۔ اور متعدد حکمتوں کے پیش نظر عورت کو اختیار طلاق کی اہم ذمہ داری نہ دے کر اس کی جذباتی اور عجلت پسند فطرت پر بڑا احسان فرمایا ہے۔ ورنہ سلسلہ طلاق آسمان کو چھونے لگتا اور آنا فانا گھر کے گھر تباہ و برباد ہونے لگتے، جس سے سارا مسلم معاشرہ درہم برہم ہو جاتا۔ یہ ہوا اصل حکم۔

لیکن اگر کسی کا شوہر بے رحم ہو جائے، بیوی پر حد درجہ ظلم و زیادتی کرے اور اس کے حقوق کی ادائگی بھی نہ کرے جس کے سبب اس کی زندگی اجیرن ہو جائے تو اسلام نے ایسی عورتوں کو یہ اجازت دی ہے کہ **وہ خلع یا تفویض طلاق کے ذریعہ** اپنے ظالم شوہر سے چھٹکارا حاصل کر لے۔

خلع کی صورت یہ ہوتی ہے کہ بیوی، شوہر سے کہے کہ: "میں تم سے اتنے مال کے بدلے خلع چاہتی ہوں"، جواب میں شوہر کہے: "میں نے اتنے مال کے بدلے تجھ سے خلع کیا"، پھر بیوی کہے: "میں راضی ہوئی"، اس سے خلع ہو جائے گا اور میاں، بیوی ایک دوسرے کے لیے اجنبی ہو جائیں گے۔

تفویض طلاق کا مطلب یہ ہے کہ عورت یا اس کا وکیل نکاح جب نکاح کا ایجاب کرے تو اس میں یہ شرط لگا دے کہ شوہر کی طرف سے پیش آنے والی مصیبت کی صورت میں اسے اپنے آپ کو طلاق بائن دینے کا حق حاصل ہو گا۔ اگر مرد عورت کی اس شرط کو نکاح میں قبول کر لیتا ہے تو اس کی طرف سے کوئی ظلم و زیادتی ثابت ہونے پر یا اس کے لا پتہ ہونے پر بیوی کے مصیبت سے دو چار ہونے کی صورت میں اسے یہ حق ہو گا کہ وہ اپنے آپ کو طلاق دے کر آزاد کر لے۔

لیکن اگر شوہر خلع یا تفویض طلاق کے لیے راضی نہ ہو اور عورت کی زندگی اجیرن ہوتی نظر آئے تو وہ اپنے علاقے کے سب سے بڑے عالم دین اور مفتی شرع کے یہاں حاضر ہو کر حقیقت حال سے آگاہ کرے اور مفتی شرع حقیقت حال معلوم کرے، اگر بیانات درست ہوں تو کچھ ضروری کاروائی کے بعد نکاح فسخ کر کے عدت کے بعد عورت کو اپنی صواب دید کے مطابق دوسرے شخص سے نکاح کی اجازت دے دے۔

(۲) اس کا جواب "طلاق کا پسندیدہ طریقہ" اور "تین طلاق کی حقیقت" کے تحت تفصیل کے ساتھ بیان کیا جا چکا ہے۔ وہیں ملاحظہ کریں۔

(۳) ہونے والی بیوی کی اجازت اور اسے دو گواہوں کی موجودگی میں مہر کے ساتھ شوہر کے قبول کر لینے سے نکاح منعقد ہو جاتا ہے، یہی شرعی طریقہ عہد رسالت سے اب تک ملت اسلامیہ میں رائج ہے۔ اور چوں کہ قرآنی آیات کی روشنی میں شوہر ہی اختیار طلاق کا تنہا مالک ہوتا ہے؛ اس لیے وہ تنہا بیوی کی رضا کے بغیر جب بھی طلاق دے گا، اس کی طلاق واقع ہو جائے گی۔

(۴) ایسی کوئی روایت نہیں کہ بیک وقت تین طلاق دینے والے شخص کو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سو درے لگوایا کرتے تھے۔ ہاں! اوجع ظھرہ کی ایک روایت ہے کہ ایسے شخص کو کچھ مارتے تھے۔

لیکن ہندوستانی مسلمان اسلامی تعزیرات کے مطابق کسی کو کسی طرح کی سزا نہیں دے سکتے کہ قتل کے قصاص میں کسی قاتل کو قتل کر دیں یا کسی چوری کی سزا میں چور کا ہاتھ کاٹ لیں؛ اس لیے اسلامی تعزیرات کا نفاذ ایسی اسلامی حکومت میں ہوتا ہے جہاں اسلامی نظام رائج ہو اور یہ بات ہندوستان میں نہیں ہے۔

(۵) کسی مسلم ملک میں تین طلاقوں کو ایک طلاق قرار دیے جانے کی بات محض اخباری خبر ہے، جس کی کوئی قانونی حیثیت نہیں۔ جب تک کہ باضابطہ اس کی تصدیق نہ ہو جائے۔ اور اگر کسی ملک کی ایسی کسی خبر کی تصدیق بھی ہو جائے تو اس کی کوئی شرعی حیثیت نہیں۔

کسی بھی ملک کے علما و فقہا نے تین کو ایک نہیں مانا ہے۔ یہاں تک کہ خود سعودی عرب کی "هيئة كبار العلماء" کی ایک مشترکہ نشست میں تحقیق و تبادلہ خیال کے بعد تین کو تین ہی سمجھنے اور ماننے کو صحیح قرار دیا ہے۔

۱۳۹۳ھ میں منعقد ہونے والی ایک خصوصی و اہم نشست کی تجویز بھی شائع ہو چکی ہے جو نہایت مصدقہ ہے۔

اللجنة الدائمة للبحوث العلمية و الافتاء (سعودی عرب) کے ممتاز علما و اکابر شیوخ مثلاً شیخ عبد الرزاق عفیفی و شیخ صالح فوزان و شیخ عبد اللہ بن سلیمان بن منیع و شیخ بکر بن عبد اللہ ابو زید و شیخ عبد العزیز آل شیخ و غیرھم کی بھی یہی تحقیق و فتویٰ ہے کہ:

ایک ساتھ یا متفرق طور سے دی گئی تین طلاقیں، تین ہی واقع ہوتی ہیں، جن سے طلاق مغلظ واقع ہوتی ہے اور بغیر حلالہ کے سابق شوہر سے نکاح کرنا جائز نہیں۔ (ماخوذ از تین طلاق و حکم شریعت از علامہ یٰس اختر مصباحی)

اب حکومت ہند سے میرا سوال یہ ہے کہ تمھارا دعویٰ تو حقوق نسواں کی حفاظت کا ہے، جس کے تئیں تم طلاق ثلاثہ کے نفاذ کے منکر ہو، اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ تم ایک اور دو طلاق کے وقوع کے قائل ہو، جس کا نتیجہ یہ ہے کہ اگر شوہر عدت کے اندر رجوع نہ کرے تو عورت نکاح سے نکل جائے گی۔ تو حقوق نسواں کی حفاظت ہوئی کہاں؟ ہونا تو یہ چاہیے کہ تم سرے سے طلاق ہی کا انکار کر دیتے، اور طلاق دینے والے کے لیے سزائیں مقرر کرتے، لیکن ایسا کر نہیں سکتے کہ مسلمانان ہند تمھاری اینٹ سے اینٹ بجا دیں گے۔

معلوم ہوا کہ تمھارا مقصد حقوق نسواں کی حفاظت نہیں بلکہ اسلامی قوانین میں دراندازی کر کے مسلمانان عالم کو شکوک و شبہات میں مبتلا کرنا اور انھیں احساس کمتری کا شکار بنانا ہے۔

پیغام:

میرے اسلامی بھائیو! آپ اس حقیقت سے پورے طور سے آگاہ ہو چکے ہوں گے کہ حکومت ہند کی جانب سے اسلامی اصول و قوانین میں بے جا دخل اندازیاں ہو رہی ہیں اور طرح طرح کے شکوک و شبہات پیدا کر کے عام مسلمان بھائیوں اور بہنوں

کو مذہب اسلام کے قوانین کے حوالے سے احساس کم تری کا شکار بنایا جارہا ہے۔ مجھے معلوم ہے کہ اس سے آپ کا قلب و جگر پارہ پارہ ہو رہا ہو گا۔ لیکن آپ حالات سے رنجیدہ نہ ہوں، آپ زندہ قوم ہیں زندہ دلی کا ثبوت دیں، صبر و شکر کا دامن مضبوطی سے تھامیں رہیں، نصرت الٰہی پر کامل یقین رکھیں، مساجد، مدارس اور علماے حق سے رشتہ مضبوط کر لیں، علم دوست بن جائیں اور آقا کریم ﷺ کی زندگی کے تابندہ نقوش کو نمونہ عمل بنالیں، یقین جانیں کہ غالب آپ ہی رہیں گے۔ لا تھنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان کنتم مؤمنین۔

نوٹ: اس مضمون کی تیاری میں درج ذیل کتابوں سے مدد لی گئی ہے:

(۱) بہار شریعت (۲) قانون شریعت (۳) اسلام کا نظام طلاق از مفتی محمد نظام الدین صاحب قبلہ مصباحی (۴) تین طلاق اور حکم شریعت از علامہ یٰس اختر صاحب قبلہ مصباحی۔

۱۴ر جمادی الاولیٰ ۱۴۳۹ھ
۲ر فروری ۲۰۱۸ء

عبد القدوس مصباحی
دارالعلوم فیض رضا، شاہین نگر، حیدر آباد، تلنگانہ